

وحدت امت کا داعی اور غلبہ اسلام کا علمبردار

پندرہ روزہ

التَّائِبَاتُ

گوجرانوالہ

زیر سرپرستی:
شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم

زیر ادارت:
ابوعمار زاہد الراشدی

الشرعیۃ ا카데미
مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ

انسانی قوت سے ماورا برتر طاقت

”تاہم میرے دوست! جب میں نے اس کی کتابوں کو پڑھا تو اپنی ان بلند توقعات سے دھڑام سے نیچے جا گرا۔ میں نے ایک ایسا شخص پایا جو کہیں بھی عقل کل کو بطور علت استعمال نہیں کرتا اور نہ ہی اشیا میں جو ترتیب پائی جاتی ہے اس کی وجہ کو متعین کرنے کی کوشش کرتا ہے بلکہ کہتا ہے کہ ملتیں ہوا، پتھر، پانی اور ایسی ہی بے معنی چیزوں پر مشتمل ہیں۔ وہ مجھے ایک ایسے شخص کے مانند محسوس ہوا جو یہ کہے کہ سقراط جو کچھ کرتا ہے ذہانت کی وجہ سے کرتا ہے اور پھر میرے ہر عمل کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہنا شروع ہو جائے کہ سب سے پہلے جو میں یہاں بیٹھا ہوں تو اس کی وجہ اصل میں یہ ہے کہ میرا جسم ہڈیوں اور جوڑوں پر مشتمل ہے۔ اعصاب کے سکڑنے اور پھیلنے سے میری ٹانگیں مڑتی ہیں..... اور اسی وجہ سے میں یہاں ٹانگیں موڑ کر بیٹھا ہوں۔ ایسے ہی جو آپ سے گفتگو کر رہا ہوں اس کی وجوہات بیان کرتے ہوئے یہ کہے گا کہ اس کی اصل وجہ میری آواز، ہوا، سماعت اور ایسی ہی دس ہزار دوسری چیزیں ہیں لیکن اصل وجہ نہیں بتائے کہ چونکہ ایتھنز کے شہریوں نے یہی جانا کہ مجھے مجرم قرار دیں، اس لیے میں نے بھی یہی مناسب سمجھا کہ یہاں بیٹھوں اور مزید یہ کہ اسے ہی بہتر گمان کیا کہ جس سزا کا انہوں نے حکم دیا اس کی تعمیل کروں اور بیس رہوں، وگرنہ یہ ہڈیاں اور یہ جوڑ کبھی کے میگار (Megara) یا بوٹیکا (Boetica) میں بیٹھے ہوتے اور بہتری کے خیال سے وہیں چلے جاتے۔ اگر مجھے اس کا یقین نہ ہوتا کہ جو سزا مجھے شہر والوں نے دی ہے اس کی تعمیل کرنا ہی بہتر اور قرین انصاف ہے نہ کہ یہ کہ سر پر پاؤں رکھ بھاگ جاؤں۔ اس لیے ان چیزوں (ہڈیوں اور جوڑوں کو) ملتیں قرار دینا سخت جہالت ہے۔ تاہم اگر کوئی یہ کہے کہ ان چیزوں یعنی ہڈیوں، جوڑوں اور دیگر چیزیں، جو میں رکھتا ہوں، کے بغیر وہ کچھ نہیں کر سکتا جو کرنا چاہتا ہوں تو ٹھیک کہے گا لیکن یہ کہنا کہ یہی چیزیں نہ کہ میرا اختیار اور ارادہ میرے عمل کرنے کا سبب ہے، لغو بات ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ یہ فرق کرنے سے قاصر ہیں کہ اصل علت اور شے ہے اور وہ جس کے بغیر وجہ، وجہ نہیں بن سکتی ایک مختلف چیز ہے..... عام طور سے لوگ یہی کر رہے ہیں۔ گویا اندھیرے میں ٹانگ ٹوئیاں مار رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی زمین کو آسمان کے نیچے ٹھہراتا ہے اور کوئی اس کی گردش ایک دائرے میں قرار دیتا ہے، کوئی کہتا ہے کہ یہ چٹپٹے تختے کا پیندا ہے..... لیکن وہ طاقت جس نے ان اشیا کو باندھ رکھا ہے کہ یہ اپنی ممکنہ بہترین حالت میں قائم ہیں، کوئی اس پر غور نہیں کرتا۔ یہ لوگ یہ نہیں سوچتے کہ اس مقصد کے لیے انسانی قوت سے ماوراء ایک برتر طاقت کی ضرورت ہے..... جس خیر اصلی نے ان تمام اشیا کو یوں قائم کر رکھا ہے اس کا قطعاً ذکر نہیں کرتے۔“

(سقراط)

(بحوالہ ”سقراط“ مولفہ منصور الحمید)

پندرہ روزہ

الشريعة

گوجرانوالہ

الشريعة اكاڊمي
گوجرانوالہ
کا
ترجمان

زیر سرپرستی

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر
حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی

رہنمائی (التحریر)

ابوعمار زاہد الراشدی

مدیر

حافظ محمد عمار خان ناصر

مدیر منتظم

عامر خان راشدی

جلد ۱۰ | یکم جنوری ۱۹۹۹ء | ۱۳ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ | شماره ۱

فہرست مضامین

کلمہ حق	رئیس التحریر
علماء کو چند نصائح	شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر
روزے کے فوائد	حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتی
مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	مولانا محمد رابع ندوی
امام بخاری اور صحیح بخاری	مولانا زاہد الراشدی
انسانی حقوق کا چارٹر	مولانا زاہد الراشدی
جس کارواں	ادارہ
تعارف و تبصرہ	رئیس التحریر

زیر مبادلہ

سالانہ ایک سو روپے

فی پرچہ پانچ روپے

بیرونی ممالک سے

دس امریکی ڈالر سالانہ

خط و کتابت کے لیے

مرکزی جامع مسجد

پوسٹ بکس 331 گوجرانوالہ

فون و فیکس

0431-219663

ای میل

alsharia@paknet4.ptc.pk

ویب ایڈریس

http://www.ummah.net/al-sharia

زرخنامہ اشتہارات

آخری صفحہ دو ہزار روپے

اندرونی صفحہ ٹائٹل پندرہ سو روپے

اندرونی صفحہ عام بارہ سو روپے

رئیس التحریر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلہ حق

الشریعہ کا دور نو

”الشریعہ“ نے اکتوبر ۱۹۸۸ء میں اپنے سفر کا آغاز کیا تو ہمیں بخوبی اندازہ تھا کہ جو راہ ہم نے منتخب کی ہے وہ آسان نہیں ہے اور روایتی دائروں سے ہٹ کر نئی راہیں تلاش کرنے والوں کو کبھی وہ حوصلہ افزائی اور پذیرائی نہیں ملی جو معروف راستوں پر آنکھیں بند کر کے چلنے سے اکثر جلدی مل جایا کرتی ہے مگر ہم مطمئن ہیں کہ ہمارا سفر بے سروسامانی اور مشکلات کے باوجود مسلسل جاری رہا اور قدم ست ضرور ہوئے لیکن رکے نہیں۔ یہ صرف اور صرف توفیق ایزدی ہے کہ ”الشریعہ“ پہلے ماہانہ اور پھر سہ ماہی جریدہ کے دو مرحلوں سے گزر کر اب پندرہ روزہ کی صورت میں قارئین کے ہاتھوں میں ہے اور ہم اس پر بارگاہ رب العزت میں انتہائی تشکر و امتنان کے ساتھ سرسجود ہیں۔ ہم نے پہلے دن سے جو اہداف طے کر رکھے ہیں بجز اللہ تعالیٰ آج بھی ان پر قائم ہیں کہ اسلام کی دعوت و تبلیغ اور غلبہ و نفاذ، اسلام دشمن عناصر اور لابیوں کے تعاقب، اسلامی تحریکات کے درمیان مفاہمت کے فروغ، دینی حلقوں کی بریفنگ اور ذہن سازی اور اسلامی نظام کے بارے میں مختلف حلقوں کے پیدا کردہ شکوک و شبہات کے ازالہ کے لیے علمی اور فکری محاذ پر اپنی بساط کے مطابق سرگرم عمل رہیں گے اور گروہی محاسموں اور لابیوں کی ترجیحات سے بالاتر رہتے ہوئے اپنا سفر جاری رکھیں گے۔

ہمت سے دوستوں کا ایک عرصہ سے تقاضہ تھا کہ ”الشریعہ“ کی اشاعت میں وقفہ کم کیا جائے اور اسے ہفت روزہ جریدے کی شکل دی جائے۔ خود ہم بھی اس کی ضرورت محسوس کرتے ہیں لیکن اس کے متحمل نہیں ہیں۔ اس لیے باہر مجبوری پندرہ روزہ پر قناعت کرتے ہوئے اس نئے دور کا آغاز کر رہے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ رب العزت ہمیں اس عزم اور پروگرام کو نبھانے اور تسلسل کے ساتھ جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ پروگرام کے مطابق زیر نظر شمارہ کی طرز پر پندرہ روزہ الشریعہ ہر انگریزی ماہ کی یکم اور سولہ تاریخ کو آپ کی خدمت میں حاضر ہوگا جبکہ اسے انٹرنیٹ پر بھی اس ترتیب کے ساتھ جاری کیا جا رہا ہے کہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو منتخب مضامین پر مشتمل اردو ایڈیشن انٹرنیٹ کے ناظرین کے لیے ویب سائٹ <http://www.ummah.net/al-sharia> پر اور سولہ تاریخ کو الشریعہ کا انگلش ایڈیشن اسی ویب سائٹ پر جاری کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

قارئین سے گزارش ہے کہ وہ بھی اس مہم میں ہمارے ساتھ شریک ہوں کیونکہ ان کے سنجیدہ تعاون کے بغیر مذکورہ اہداف کی طرف مطلوبہ رفتار کے ساتھ بڑھنا ممکن ہی نہیں ہے اور ان کے تعاون کی عملی صورت یہ ہے کہ ”الشریعہ اکیڈمی“ کے سالانہ اخراجات میں ہاتھ بٹائیں۔ الشریعہ کے لیے سالانہ خریدار مہیا کریں، اشتہارات کی فراہمی میں تعاون فرمائیں، مفید مشوروں اور تجاویز کے ساتھ ہماری راہ نمائی کریں نیز بارگاہ ایزدی میں ہمارے لیے خلوص نیت، استقامت، توفیق اور قبولیت کی دعا مانگتے رہیں کہ ہمارا سب سے بڑا اٹلہ یہی ہے اور اسی کے سارے ہم اپنی منزل کی طرف پیش رفت جاری رکھے ہوئے ہیں۔

از شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر

فارغ التحصیل علماء کو چند سبق آموز نصاب

مدرسہ نصرة العلوم گوجرانوالہ میں اسمال دورہ حدیث سے فارغ التحصیل ہونے والے علماء کرام کی دستار بندی کی تقریب ۶ نومبر ۱۹۸۸ء کو جامع مسجد نور میں بعد نماز جمعہ منعقد ہوئی جس میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم نے دورہ حدیث، حفظ قرآن کریم اور تجوید کے فضلاء میں اسناد تقسیم اور انہیں دستار فضیلت عطاء فرمائی۔ اس موقع پر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے حسب معمول فارغ ہونے والے طلبہ کو کچھ نصاب فرمائیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

جن طلبہ نے دورہ حدیث میں کامیابی حاصل کی ہے، قرآن کریم حفظ کیا ہے اور تجوید کا کورس مکمل کیا ہے ان سب کو مبارک ہو۔ یہ اللہ رب العزت کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس کے ہاں جو سب سے محبوب چیز ہے یعنی دین اس کی تعلیم کی توفیق عطا فرمائی۔ قرآن کریم دین کی بنیاد ہے اور احادیث رسولؐ اس کی تشریح ہے، اسی طرح فقہ اور دیگر علوم اسلامی قرآن کی وضاحت اور تشریح کے لیے ہیں جبکہ صحیح تلفظ کے ساتھ قرآن کریم کو اچھے انداز سے پڑھنا بہت بڑی نعمت ہے، دین کا علم ایک ایسی نعمت ہے جس کے مقابلہ میں دنیا و مافیہا کی نعمتیں بیچ ہیں لیکن اس تعلیم کے حاصل کرنے کے بعد کچھ ذمہ داریاں بھی ہیں جو آپ حضرات پر عائد ہوتی ہیں اور انہی کی طرف اس وقت توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جو حضرات دورہ حدیث سے فارغ ہوئے ہیں وہ یہ بات سمجھ لیں کہ اب تک وہ مدرسہ کی ذمہ داری میں تھے لیکن اس کے بعد وہ خود ذمہ دار ہیں کہ اساتذہ نے علم دین کی جو امانت ان کے سپرد کی ہے اسے آگے پہنچانا ہے۔ ہر شخص کو کام کے لیے بنا بنایا مدرسہ یا ماحول نہیں ملے گا بلکہ اکثر کو ماحول خود بنانا پڑے گا اور دینی تعلیم کو جاری رکھنے کے لیے درسگاہ قائم کرنا پڑے گی، اس کے لیے محنت اور مشقت برداشت کرنا ہوگی اور صبر و حوصلہ سے کام لینا ہوگا۔ آپ یہ ذہن میں مت رکھیں کہ آپ جائیں گے تو جماعتیں آپ کے سامنے پڑھنے کے لیے بیٹھی ہوں گی۔ تھوڑے افراد بھی مل جائیں تو انہیں غنیمت سمجھیں اور تعلیم کا سلسلہ جاری رکھیں اور اس سلسلہ میں اپنے اکابر کے طریقے کو ضرور سامنے رکھیں۔ دیوبند کی عظیم درسگاہ کا جب آغاز ہوا تو مسجد بچتہ میں اثار کے درخت کے نیچے ایک استاذ ملا محمود رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک شاگرد مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کو سبق پڑھا کر سلسلہ تعلیم کا آغاز کیا تھا۔ اس لیے قلت کثرت کے چکر میں نہ پڑیں۔ ہمارا کام پڑھانا ہے ایک آدمی بھی مل جائے تو پڑھانا شروع کر دیں، پھر تعلیم کے لیے یہ ضروری نہیں کہ ہر جگہ بڑی بڑی کتابیں پڑھانے کو مل جائیں۔ دین کے جس شعبہ میں جس درجہ میں بھی پڑھانے کا موقع ملے اس سے گریز نہ کریں۔

ہمارے استاذ محترم شیخ العرب والعم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ گرفتار ہو کر مراد آباد جیل میں تھے۔ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رضی اللہ عنہم نے گئے اور ملاقات کے دوران پوچھا کہ ”حضرت جیل میں شغل کیا ہے؟“ فرمایا ”تیدیوں کو تعلیم الاسلام پڑھاتا ہوں۔“ حضرت قاری صاحب نے دل لگی کے طور پر کہا کہ ”حضرت خوب ترقی کی! کہ بخاری شریف پڑھاتے پڑھاتے تعلیم الاسلام پڑھانا شروع کر دی۔“ اس پر حضرت مدنی نے فرمایا کہ ”ہاں! وہاں بخاری شریف پڑھنے والے تھے انہیں وہ پڑھاتے تھے اور یہاں تعلیم الاسلام پڑھنے والے ہیں انہیں یہ پڑھاتے ہیں۔ ہمارا کام تو پڑھانا ہے۔“ اس لیے یہ بات ذہن میں رکھیں کہ ہمارا کام پڑھانا ہے جہاں موقع ملے، جتنے بھی پڑھنے والے ملیں اور جس شعبہ میں توفیق ہو دین پڑھانے کا شغل کسی حال میں ترک نہ کریں۔ دوسری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اکابر علماء دیوبند کا دامن کسی حالت میں بھی ہاتھ سے نہ چھوڑیں اور یہ بات اچھی طرح یاد رکھیں کہ دین کو جس طرح انہوں نے سمجھا اور اس پر عمل کر کے عملی زندگی کا نمونہ پیش کیا پوری دنیا میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ جامعہ اذہر، مدینہ یونیورسٹی اور دیگر ایسے اداروں میں عربی کی تعلیم اچھی ہوتی ہے لیکن دین کا عمق اور گہرائی اگر کہیں ملے گی تو صرف حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور ان کے تلامذہ میں ملے گی یا جن لوگوں نے ان سے استفادہ کیا۔ اور وہ پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش کے طول و عرض میں علماء دیوبند کی عظیم جماعت کی صورت میں موجود ہیں۔ اس کے ساتھ یہ بھی خیال رکھیں کہ اکابر سے ہٹ کر ذاتی رائے کو ذہن میں جگہ نہ دیں۔ اکابر سے ہٹ کر کوئی ذاتی رائے کتنی ہی معقول نظر آتی ہو وہ محض لفاظی ہوگی اس لیے مسائل میں ہمیشہ اکابر سے رجوع کریں اور خود رائی سے گریز کریں۔ تیسری بات یہ ہے کہ مالی مسائل کو کام کی بنیاد نہ بنائیں اور یہ نہ دیکھیں کہ فلاں جگہ تنخواہ زیادہ ہے یا

سولتیس زیادہ ہیں بلکہ یہ دیکھیں کہ دین کی ضرورت کس جگہ زیادہ ہے اور لوگوں کو علم کی ضرورت کہاں زیادہ ہے اس کو ترجیح دیں اور اگر اس کے لیے کچھ ظاہری نقصان بھی برداشت کرنا پڑے تو صبر کریں۔ نیز آپ جس ادارے میں کام کریں اس کے قواعد و ضوابط کی پابندی کریں۔ حضرت گنگوہیؒ نے فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا ہے کہ دینی مدارس کے جو قواعد و ضوابط ان کے علماء نے مرتب کیے ہیں ان کی پابندی مدرسین اور ملازمین پر واجب ہے۔ مدرسہ کے مقررہ اوقات کی پابندی کریں۔ بغیر درخواست کے کہیں نہ جائیں اور اوقات میں تعلیم کے علاوہ اور کوئی کام نہ کریں۔ حضرت مولانا محمد زکریا سہارنپوریؒ کے پاس تدریس کے دوران کوئی شخص آتا تھا تو اس سے بات کرنے کے لیے گھڑی کا وقت دیکھ کر لکھ لیا کرتے تھے اور مہینہ کے آخر میں اسے وقت کا حساب کر کے تنخواہ میں سے اتنی رقم کٹوا دیا کرتے تھے۔ خود مجھے بھی ایک عرصہ تک یہ تردد رہا کہ سبق کے دوران بعض لوگ دور دراز سے آجاتے ہیں۔ کوئی تعویذ لینے کے لیے، کوئی مسئلہ پوچھنے کے لیے اور کوئی کسی اور کام کے لیے۔ اب ان سے نہ ملنا اور انہیں سبق کے آخر تک انتظار کے لیے کنا بھی مناسب نہیں لگتا جبکہ ان سے گفتگو میں سبق کے مقررہ اوقات کا حرج ہوتا ہے۔ بالآخر ایک حل ذہن میں آیا کہ مدرسہ کی طرف سے ہمیں سال کے دوران ۲۵ چھٹیاں کرنے کا حق ہے جو میں بہت کم استعمال کرتا ہوں حتیٰ کہ بعض دفعہ دو دو تین تین سال گزر جاتے ہیں کہ بچہ اللہ تعالیٰ ان میں ایک چھٹی بھی نہیں کی۔ اس لیے میں سبق کے دوران ملنے والے حضرات کے ساتھ جو وقت گزارتا ہوں اسے ان چھٹیوں میں شمار کر لیتا ہوں اور بچہ اللہ تعالیٰ پہ پھر بھی میرا ہی بھاری رہتا ہے۔

اس ضمن میں ایک اور بات کا خیال رکھیں کہ بسا اوقات مدرسہ کے مہتمم کے ساتھ مزاج اور ذہن نہیں ملتا، کسی بات پر اختلاف رائے ہو جاتا ہے، دوسرے اساتذہ کے ساتھ کوئی اختلاف ہو جاتا ہے، مدرسہ کی انتظامیہ کے اراکین میں سے کسی کے ساتھ مزاج اور فکر کا بعد پیدا ہو جاتا ہے ایسے موقع پر اپنی بات معقول طریقے سے سمجھائیں، باہمی احترام کو ملحوظ رکھیں اور بد مزگی سے پیدا کرنے سے گریز کریں۔ اپنی بات کو اچھے طریقے سے سمجھادیں مگر اسے مسلط کرنے کی کوشش نہ کریں۔ اسی طرح اپنے شاگردوں کے ساتھ نرمی سے پیش آئیں۔ انہیں اپنی نسلی اولاد کی طرح سمجھیں، جس طرح ہماری اولاد سے غلطیاں ہوتی ہیں تو ہم کبھی درگزر کر دیتے ہیں، کبھی نرمی سے سمجھا دیتے ہیں اور کبھی سختی بھی کرتے ہیں اسی طرح کا معاملہ اپنے شاگردوں کے ساتھ بھی رکھیں اور انہیں شفقت کے ساتھ دین کی تعلیم دیں۔

اسی طرح اس بات کا بھی اہتمام کریں کہ کوئی سبق بغیر مطالعہ کے نہ پڑھائیں۔ میں نے الحمد للہ چالیس سے زائد بار بخاری شریف پڑھائی ہے اور آخری سبق تک یہ معمول رہا ہے کہ مطالعہ کے بغیر کوئی سبق نہیں پڑھایا۔ جو سبق پڑھانا ہو اس کا مطالعہ کریں حواشی دیکھیں شرح دیکھیں اور پوری تیاری کے ساتھ سبق پڑھائیں۔ علاوہ ازیں نماز اور دیگر دینی احکام کی پابندی کریں اور جماعت کے ساتھ نماز کی ادائیگی کا خوب اہتمام کریں۔ یہ بات یاد رکھیں کہ اگر آپ خود دین کی پابندی نہیں کریں گے تو آپ کے شاگردوں پر آپ کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔

قراء کرام اور مجودین سے اس موقع پر ایک بات کنا چاہتا ہوں کہ وہ بھی اپنے شاگردوں کو نرمی کے ساتھ پڑھائیں اور مارنے پینے کا سلسلہ ختم کر دیں۔ یہ غلط بات ہے۔ ماں باپ نے آپ کو بچہ پڑھانے کے لیے دیا ہے بکرا ذبح کرنے کے لیے سپرد نہیں کیا۔ اس لیے مارنے پینے سے گریز کریں اور اگر کوئی سزا دینا ضروری ہو تو کھڑا کر دیں یا مارنے پینے کے علاوہ کوئی اور طریقہ اختیار کر لیں۔ جن بچوں نے قرآن کریم حفظ کیا ہے ان سے یہ کنا چاہتا ہوں کہ قرآن کریم یاد کرنا بھی مشکل ہے مگر یاد کرنے کے بعد اسے یاد رکھنا اس سے زیادہ مشکل ہے اس لیے قرآن کریم کو یاد رکھنے کی کوشش کریں اور اسے بھول نہ جائیں کیونکہ ابو داؤد اور مسند احمد میں روایت ہے کہ جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے قرآن کریم یاد کرنے کے بعد اسے بھلا دیا اسے قیامت کے دن کوڑھی کر کے اٹھایا جائے گا۔ اسی طرح قرآن کریم کے احکام پر عمل کریں کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ قرآن کریم قیامت کے دن تمہارے حق میں یا تمہارے خلاف گواہی دے گا۔ اگر قرآن کریم پر عمل کیا ہے تو وہ بول کر حق میں گواہی دے گا اور سفارش کرے گا اور اگر قرآن کریم پر عمل نہیں کیا تو وہ خلاف گواہی دے گا۔

حضرت امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا ایک موقوف اثر نقل کیا ہے کہ

رب نال القرآن والقرآن یلعنہ

قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے کچھ ایسے بھی ہیں کہ قرآن کریم ان پر لعنت بھیجتا ہے۔ یہ لعنت بھیجنے کی مختلف صورتیں ہیں۔ ایک شخص قرآن کریم میں پڑھتا ہے واقیموا الصلوٰۃ اور وہ نماز نہیں پڑھتا تو قرآن پاک اس پر لعنت بھیجتا ہے۔ وہ پڑھتا ہے وانوا الزکوٰۃ اور زکوٰۃ نہیں دیتا تو قرآن کریم اس پر لعنت کرتا ہے۔ وہ پڑھتا ہے لعنة اللہ علی الکاذبین اور خود جھوٹ بولتا ہے تو قرآن کریم اس پر لعنت کرتا ہے، وہ پڑھتا ہے ولا تقربوا الزنا اور خود اس میں آلودہ ہے تو قرآن کریم اس پر لعنت کرتا ہے۔ وہ پڑھتا ہے ولا تقربوا مال الیتیم اور خود یتیم کا مال

کھا جاتا ہے تو قرآن کریم اس پر لعنت کرتا ہے۔
 اس موقع پر یہ مسئلہ بھی یاد رکھیں کہ آدمی کے فوت ہو جانے سے بعد بعض لوگ اس کا تیجہ ساتواں، چالیسواں وغیرہ کرتے ہیں اور میت کے متروکہ مال میں سے کھانا پکایا جاتا ہے۔ یہ جائز نہیں ہے۔ میت کے متروکہ مال میں اس کے سب وارثوں کا حق ہے اور مسئلہ یہ ہے کہ وارث اگر بچہ ہو تو اس کی اجازت کا شرعاً اعتبار نہیں ہے اور کوئی وارث غیر حاضر ہے تو اس کی مرضی کے بغیر مشترک مال سے خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے ذاتی مال سے صدقہ کرتا ہے اور کھانا کھلاتا ہے تو دونوں کا تعین نہ ہونے کی صورت میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ کھانے والے غریب لوگ ہوں۔ امیر رشتہ دار نہ ہوں۔ مگر دونوں کا تعین بدعت ہے اور مشترک کھاتے سے کھانا حرام ہے۔ اس لیے اس سے گریز کریں اور ایصالِ ثواب کی نیت سے جہاں قرآن کریم پڑھیں وہاں سے نہ کچھ کھائیں اور نہ ہی نقد رقم لیں۔ البتہ کسی جگہ دکان یا مکان کے افتتاح پر برکت کے لیے یا بیمار کی شفا کے لیے قرآن کریم پڑھا ہے تو وہاں سے کھاپی سکتے ہیں اور اگر وہ کچھ خدمت کریں تو وہ بھی لے سکتے ہیں۔ مگر ایصالِ ثواب کے موقع پر یہ دونوں جائز نہیں ہیں بالخصوص ایسے موقع پر جب کہ میت کے مال میں سے کھانا پکایا گیا ہو کیونکہ وہ سب وارثوں کا مشترک مال ہے جن میں یتیم بچے بھی ہوں گے اس لیے اس کا کھانا یتیم کا مال کھانا ہے جس سے قرآن کریم نے منع کیا ہے اسی طرح صدقہ کے مستحق غریب ہیں اور فتاویٰ رشیدیہ میں ہے کہ امیر شخص کے لیے نقلی صدقے کا کھانا بھی مکروہ ہے۔

دستار بندی کے موقع پر یہ چند نسلح ضروری سمجھ کر کردی ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی صحیح سمجھ نصیب کریں اور عمل کی توفیق بھی عطا فرمائیں۔ آمین

شمال ترمذی (جلد دوم)

مع اردو ترجمہ و شرح

افادین

مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی مدظلہ

یہ امام ترمذی کی شمال نبوی کے موضوع پر مشہور کتاب ہے جو درس نظامی میں دورہ حدیث شریف کے طلباء کو بھی مدارس اسلامیہ میں سبقاً سبقاً پڑھائی جاتی ہے۔ اس کا اردو ترجمہ و شرح دو جلدوں میں مکمل ہو گیا ہے۔ پہلی جلد میں اس کے ۵۶ ابواب میں ۲۵ ابواب کی شرح شائع ہوئی تھی اور اب ۱۰ صفحات پر مشتمل جلد دوم عمدہ کتابت و طباعت اور معیاری جلد بندی کے ساتھ عنقریب شائع ہو کر منظر عام پر آ رہی ہے۔ علماء کرام، طلباء عظام اور عوام الناس کے لیے ایک بہترین تحفہ ہے۔

ناشر مکتبہ دروس القرآن فاروق گنج گوجرانوالہ پاکستان

از حضرت مولانا صوفی عبد الحمید سواتی

روزے کے جسمانی اور روحانی فوائد

روزہ کے لفظی معنی رک جانے کے ہیں۔ عربی زبان میں اس کے لیے اساک کا لفظ بھی آتا ہے۔ تاہم صوم کا لفظ بھی رک جانے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر عرب کہتے ہیں۔

حییل صیام و خییل غیر ضائمة
تحت العجاج واخری نعلک اللجما
”کچھ گھوڑے رکے ہیں۔“

شریعت میں روزہ کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے۔ الامساک عن الاکل والشرب والجماع من طلوع الفجر الی غروب الشمس طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور خواہشات نفسانی سے اپنے آپ کو روکے رکھنے کا نام روزہ ہے۔ روزہ نماز شرعی کے اندر ہوتا ہے۔ اور شرعی دن سے مراد پوپھوٹے سے لے کر سورج غروب ہونے تک کا وقت ہے۔ اس دوران کھانے پینے اور نفسانی خواہشات سے باز رہنا اس نیت کے ساتھ کہ میرا روزہ ہے، یہی صوم ہے اور اسلام کے ارکان میں سے تیسرا رکن ہے۔ ارکان اسلام میں توحید و رسالت پر عقیدہ کے بعد نماز، پھر زکوٰۃ اور پھر روزہ کا نمبر ہے۔ چوتھا نمبر حج کا ہے۔ اسی ترتیب سے پانچواں رکن جماع ہے۔ ان تمام ارکان کا تذکرہ سورۃ بقرہ میں اسی ترتیب سے آ رہا ہے۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے علیکم بالصوم فانہ لا عدل لہ روزہ کو لازم پکڑو کیونکہ روزہ جیسی کوئی اور عبادت نہیں۔

الغرض! فرمایا، اے ایمان والو! یہ روزے صرف تم پر ہی نہیں فرض کیے گئے بلکہ تم سے پہلے گزرنے والے لوگوں پر بھی اسی طرح فرض تھے۔ البتہ ان روزوں کی مقدار اور تعداد مختلف امتوں کے لیے مختلف رہی ہے۔ چنانچہ مشہور ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ایام بیض یعنی ہر ماہ کی تیرہ چودہ پندرہ تاریخ کا روزہ رکھتے تھے۔ اور یہ روزے امت محمدیہ کے لیے مستحب کا درجہ رکھتے ہیں۔ حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام کے لیے فرض تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی امت کے لوگ بڑے سخت مزاج اور اکڑتے تھے۔ ان میں بہیشت کا عنصر زیادہ مقدار میں پایا جاتا تھا۔ اسے کم کرنے کے لیے اس امت کو سارا سال روزے رکھنے کا حکم تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے تھے اور دوسرے دن انظار کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو دن روزہ رکھتے تھے اور تیسرے دن انظار کرتے تھے۔ اس امت آخر الزمان کے لیے اللہ تعالیٰ نے سال بھر میں ایک ماہ کے روزے فرض کیے۔ ان کے متعلق فرمایا ایاما ”معدودت“ یہ گنتی کے چند دن ہیں ”یعنی تین سو ساٹھ دن میں سے انیس یا تیس دن کے روزے فرض قرار دیے گئے ہیں۔

امام طحاویؒ اپنی کتاب مشکل الامار میں فرماتے ہیں کہ ہر عبادت میں ریا کا امکان ہے صرف روزہ ہی ایک ایسی عبادت ہے جس میں ریاکاری کا کوئی مسئلہ نہیں۔ یہ باطنی عبادت ہے اور اس کا تعلق ایک طرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور دوسری طرف بندہ کے ساتھ۔ نماز، زکوٰۃ، حج وغیرہ ایسی عبادت ہیں جنہیں دوسرے لوگ دیکھ سکتے ہیں انہیں محسوس کر سکتے ہیں اور زکوٰۃ سے مستفید بھی ہو سکتے ہیں مگر روزہ کے ساتھ ایسا معاملہ پیش نہیں آسکتا۔ اس کا تعلق صرف روزہ دار کی ذات سے ہوتا ہے۔ دوسرا شخص نہ اسے دیکھ سکتا ہے اور نہ محسوس کر سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص عام لوگوں کے سامنے تو نہیں کھاتا پیتا مگر درپردہ ایسا کر لیتا ہے تو اس کا روزہ کہاں ہوگا، وہ لاکھ اعلان کرتا پھرے کہ میں روزہ دار ہوں مگر اس کی حقیقت کو وہ خود جانتا ہے یا اللہ رب العزت جانتا ہے کہ وہ روزے دار ہے یا نہیں۔ اس کا تعلق براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہر عبادت کا بدلہ دیا جائے گا۔ مگر روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کی جزا میں خاص طور پر خود عطا کروں گا۔ حدیث قدسی کے الفاظ میں الصوم لی وانا اجزی بہ

روزہ کے روحانی فوائد کے ساتھ ساتھ اس کے جسمانی فوائد بھی ہیں۔ صوموا نصحوا روزہ رکھو تا کہ تمہیں صحت نصیب ہو۔ یورپ کے بہت سے نامور ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ اسلام نے فاقہ کا جو طریقہ روزہ کی صورت میں مقرر کیا ہے اس سے بہتر حفظان صحت کا کوئی اصول نہیں۔ مختلف بیماریوں کے حملہ کی صورت میں بھی روزہ صحت مندی کا سبب بنتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص بلغمی مادہ کی زیادتی کا مریض ہو، تو روزہ رکھنے سے بالکل تندرست ہو جائے گا۔ فاقہ کرنے سے بلغمی اور کئی دوسری رطوبتیں خشک ہو جاتی ہیں اور آدی صحت یاب ہو جاتا ہے اسی لیے فرمایا کہ روزہ رکھو، صحت نصیب ہوگی اور سفر کو غنیمت حاصل ہوگی۔ بسا اوقات اقامت میں آدی کامیاب نہیں ہوتا مگر سفر کرنے سے اللہ تعالیٰ ایسے وسائل پیدا کرتا ہے جو اس کی کامیابی کا سبب بن جاتے ہیں۔ اور انسان تنگی سے نکل کر فراخی میں داخل ہو جاتا ہے۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا اعلان حق

اور

ان کی رہائش گاہ پر پولیس کا چھاپہ

۱۸۷۵ء میں جو کہ انگریزی سامراج کے شدید ظلم و تشدد و بربریت کا دور تھا اور اس میں زیادہ تر مسلمان علماء اور اہل دین قتل اور پھانسی کا شکار بنائے جا رہے تھے، ایک ہندو ادیب بی سی چرچی نے جو انگریز نواز اور مسلم دشمن جذبہ کا حامل تھا، وندے ماترم کے عنوان سے ترانہ تیار کیا جس کو بعد میں اپنے ”آئندہ منہ“ نامی ناول میں شامل کیا۔ یہ ناول مسلم دشمنی کے جذبہ سے معمور ہے اور اس میں وندے ماترم نامی ترانہ اس تمہید کے ساتھ شامل کیا گیا ہے کہ مسلمانوں پر حملہ کر دو اور ملک سے باہر نکل دو۔ ترانہ میں ہندوستان کی سرزمین کو معبود کی حیثیت سے خراج تحسین پیش کیا گیا ہے اور ہندو مذہب میں عبادت کا مفہوم رکھنے والی عبارت استعمال کی گئی ہے، ’ارض و وطن سے انہماک محبت جوش و جذبہ کے ساتھ کیے جانے کی وجہ سے آزادی ہندوستان کی جدوجہد کرنے والوں کو بھلا معلوم ہوا، ترانہ کی زبان بنگالی اور سنسکرت ہے اس سے مسلمانوں نے اس کے مضمرات اور طرز کلام کو اس طرح نہیں سمجھا جس طرح سمجھنا چاہیے تھا۔ صرف اس کے عمومی جوش اور دشمنی کے خلاف جنگ جو یوانہ طرز کو دیکھ کر اس کو اپنی جدوجہد آزادی کے لیے ممیز کے طور پر استعمال کیا تھا۔ پھر انگریز چلے گئے اور جنگ آزادی کا باب ختم ہو کر تعمیر وطن اور اتحاد قوم کا باب شروع ہو گیا۔ اب یہ ترانہ جنگ آزادی ہند کی حد تک غیر ضروری ہو چکا تھا اور تعمیر اور قومی اتحاد کے لیے تو اور بھی زیادہ نامناسب اور مضر تھا، اس کے بجائے اتحاد اور تعمیر وطن کے ترانوں کی ضرورت تھی۔ ایسی صورت میں وہ ترانہ جو انگریزی سامراج سے ہمدردی اور ملک کی ایک بڑی اقلیت سے نفرت پر مشتمل ہے کسی طرح قابل قبول نہیں قرار دیا جا سکتا۔ ملک کے متعدد مسلم دانشوروں کو ٹھنڈے حالات میں ترانہ کے پس منظر اور اس کے مشملات کے مطالعہ کا موقع ملا تو اس کے یہ دو پہلو سامنے آئے۔ ایک تو اس کا مسلم دشمنی کا پہلو اور دوسرا مشرکانہ پہلو۔ ان میں سے اول الذکر پہلو اتحاد قوم کا منافی ہے جس کی ضرورت اس مختلف المذہب اور مختلف البقعات ملک میں بہت ہے۔ ثانی الذکر اس کا مشرکانہ پہلو ہے جو مسلمانوں کو کسی طرح قبول نہیں ہو سکتا۔

ہندو فرقہ پرست عناصر جنہوں نے جنگ آزادی میں کچھ بھی حصہ نہیں لیا تھا بلکہ وہ ایک حد تک سامراجی حاکموں کے ساتھ دوستانہ رویہ رکھتے تھے۔ ملک کے آزاد ہو جانے کے بعد اس ترانہ کے داعی بن گئے۔ ظاہر ہے کہ ان کو اس کے مسلم دشمن پہلو سے اصل دلچسپی ہے، اور اس کا جنگ جو یوانہ طرز ان کے مسلم دشمنی کے جذبہ کا مظہر بنا ہے۔

مسلمانوں کے لیے اس کا مشرکانہ پہلو سب سے زیادہ قابل اعتراض بنا ہوا ہے۔ مسلمان اہل علم و اہل تحقیق کو جب ہندو فرقہ پرستوں کی اس ترانہ سے اچانک دلچسپی پر شبہ ہوا اور اس تحقیق پر اس کے مشرکانہ و مسلم دشمنی کا علم ہوا تو مسلمانوں کو اپنے بچوں کے لیے اس ترانہ کو پڑھنا اور اس کے مضمون کو اپنے دل میں جگہ دینا قطعاً منظور نہیں ہو سکتا تھا اور ہندوستانی دستور بھی ان کو اس انکار کی اجازت دیتا ہے۔ دستور کی رو سے وہ مذہبی معاملہ میں آزاد ہیں۔ ان پر دوسرے کسی مذہب کی تعلیمات یا طریقہ مذہبی کو عائد نہیں کیا جا سکتا۔ لہذا ان کا یہ مطالبہ ہوا کہ اس ترانہ کو مسلمانوں پر عائد نہ کیا جائے لیکن جب ہندو فرقہ پرست جماعت کے وزیر تعلیم نے اس کو سب پر عائد کرنے پر زور دیا تو مسلمان علماء نے انکار و ممانعت کا اعلان کیا۔ فرقہ پرست حاکموں کی نظر میں یہ بڑا جرم تھا چنانچہ اس پر انہوں نے بڑے تھکے انداز میں تکمیر کی۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی ان ہی حضرات اہل علم و دانش میں ہیں جنہوں نے اس کے خلاف آواز بلند کی اور چونکہ ان کی آواز دور دور تک پہنچتی ہے اس لیے ہندو فرقہ پرست طاقتوں نے اس کا بہت برا مانا اور ان کے قائدین نے سخت تبصرے کیے اور مزید شاخسانہ یہ پیش آیا کہ ۲۲ نومبر ۱۹۸۸ء کو رات ۲ بجے کے قریب حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی قیام گاہ رائے بریلی میں مسلم دشمن افراد نے چھاپہ مارا اور تلاشی لی۔ شاید ان کا مقصد یہ رہا ہوگا کہ اس طرح دہشت پیدا کریں۔ اور مولانا کو مرعوب کر کے ان کے اعلان مخالفت کو روکنے کی کوشش کریں لیکن ان کو

یہ اندازہ نہ ہو سکا تھا کہ ان کے اس عمل کو دور دور تک قابل مذمت سمجھا جائے گا اور فرقہ پرست حاکموں کو اس سے سخت بدنامی کا سامنا کرنا پڑے گا جو ان کو بہت مہنگی پڑے گی اور مولانا یا دوسرا کوئی عالم مشرکانہ عمل کو جائز قرار نہ دے گا۔ چنانچہ سارے ہندوستان میں اس واقعہ کی گونج محسوس کی گئی اور ہر طرف سے مذمت کے بیانات آئے حتیٰ کہ حکومت کو اپنی براءت کا اظہار کرنا پڑا اور معاملہ کو رفع دفع کرنے کے لیے اس نے تحقیق کے لیے ایک کمیٹی مقرر کر دی جس کی رپورٹ ملنے پر ضروری کارروائی کا اعلان کیا۔ چھاپے کے اس واقعہ نے تمام مسلمانوں کے ذہنوں میں بڑے برہمی اور ناراضی پیدا کر دی۔ ان کو یہ محسوس ہوا کہ ہندو فرقہ پرستی مسلمانوں کو اپنی مذہبی خواہشات کا ہدف بنانا چاہتی ہے اور اس سلسلہ میں اس کی حکومت اس کی تقویت کا ذریعہ ہے۔

چنانچہ مسلمانوں میں یہ احساس پیدا ہوا کہ وہ اگر اس طرح کے معاملات میں اپنی دینی غیرت کا ثبوت نہ دیں گے تو ان کو اپنے مذہبی عقائد کے خلاف بتدریج راضی کر لیا جائے گا اور ان کو ہندو عقائد و طرز زندگی اپنانا پڑے گا جو ان کے لیے مذہبی اور ملی دونوں حیثیتوں سے تباہی کا ذریعہ بنے گا۔

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ فرقہ پرستوں کی اس کوشش پر روک پیدا ہوئی اور حکومت کو اپنے سابقہ اعلان کے برخلاف صاف الفاظ میں یہ اعلان کرنا پڑا کہ "دندے ماترم" اور "سرسوتی پوجا" سب پر عائد نہیں کی گئی ہے اور وہ سب کے لیے لازمی نہیں ہے۔ دونوں واقعات یعنی دندے ماترم پر حضرت مولانا کا بیان اور اس کے مشرکانہ اور ناقابل قبول ہونے کی وضاحت اور اس پر فرقہ پرست لوگوں کا رد عمل اور چھاپے ملک کے اخبارات میں بڑی تفصیل سے پیش کیا گیا اور ملک کے بہت سے لیڈروں نے بڑی اہمیت دی اور چھاپے کے سلسلہ میں حضرت مولانا سے ہمدردی کا اظہار کیا اس کی ایک جھلک اخبارات کے تراشوں سے ملتی ہے۔ (بشکریہ "تعمیر حیات" لکھنؤ)

زیر سرپرستی شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سر فراز خان صفدر دامت برکاتہم

جامعۃ البنات عمران شہید اکیڈمی

اچھڑیاں ضلع مانسہرہ - ہزارہ

میں قرآن کریم حفظ و ناظرہ اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نصاب کے مطابق درس نظامی کی تعلیم کا سلسلہ جاری ہے۔ جامعہ کا کوئی مستقل ذریعہ آمدنی نہیں ہے اس لیے اصحاب خیر بالخصوص علاقہ کے عوام سے اپیل ہے کہ بھرپور تعاون فرما کر ٹولب میں شریک ہوں۔

منجانب

مہتممہ جامعۃ البنات عمران شہید اکیڈمی۔ اچھڑیاں ضلع مانسہرہ۔ ہزارہ

از مولانا زاہد الراشدی

امام بخاری اور بخاری شریف

۱۲ نومبر ۱۹۸۸ء کو جامعہ مدینۃ العلم بکر منڈی فیصل آباد میں بخاری شریف کے اختتام کی سالانہ تقریب ہوئی۔ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدظلہ نے آخری حدیث پڑھا کر دورہ حدیث کے طلبہ کو بخاری شریف مکمل کرائی جبکہ مولانا محمد ضیاء القاسمی، مولانا محمد رفیق جانی، مولانا محمد الیاس، الحاج سید امین گیلانی اور دیگر حضرات کے علاوہ مدیر ”الشریعہ“ مولانا زاہد الراشدی نے بھی اس تقریب سے خطاب کیا۔ ان کے خطاب کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ (ادارہ)

بعد الحمد والصلوة! حضرات علماء کرام اور عزیز طلبہ! ختم بخاری شریف کی اس تقریب میں شرکت اور کچھ عرض کرنے کا موقع میرے لیے سعادت کی بات ہے اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کچھ گزارشات آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرنا چاہوں گا۔

بخاری شریف کی آخری حدیث کے حوالہ سے علمی مباحث تو حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہ آپ کے سامنے رکھیں گے البتہ کتاب کے موضوع اور صاحب کتاب کے بارے میں چند معروضات ضروری سمجھتا ہوں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کچھ مقصد کی باتیں کہنے سننے کی توفیق عطا فرمائیں۔

امام بخاری نے اپنی کتاب کا آغاز ”بدء الوجود“ سے کیا ہے اور اس کے بعد کتاب الایمان اور کتاب العلم اور پھر اعمال کے ابواب شروع کیے ہیں جس سے وہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہمارے ہاں ایمان، علم اور عمل تینوں کی بنیاد وحی پر ہے۔ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے اور آج کے دور میں بھی انسانی معاشرے کو سب سے بڑا مسئلہ یہی درپیش ہے کہ اسے اپنے تمام معاملات خود طے کرنے ہیں یا آسمانی ہدایات کی پابندی قبول کرنی ہے۔ اس لیے امام بخاری نے ابتداء میں ہی بات واضح کر دی ہے کہ اسلام میں تمام امور کی بنیاد وحی ہے اور آسمانی تعلیمات کے دائرے سے ہٹ کر کوئی یقین، کوئی علم اور کوئی عمل قابل قبول نہیں ہے۔

اسی طرح امام بخاری نے ”الجامع الصحیح“ کا اختتام جس کتاب پر کیا ہے اس کا عنوان ہے ”التوحید والرد علی الجلیہ“۔ ہمیں قرن اول کے گمراہ فرقوں میں سے ایک ہے جنہوں نے فلسفیانہ موشگافیوں میں پڑ کر اسلامی عقائد کی گمراہ کن تعبیرات شروع کر دی تھیں۔ یہ گمراہ فرقے یونانی فلسفہ کے مسلمانوں میں پھیلنے کے بعد رونما ہوئے تھے اور علماء امت نے ہر دور میں ان کے عقائد اور تعبیرات کو مسترد کیا ہے۔ امام بخاری نے بھی ان گمراہوں کے عقائد و تعبیرات کے خلاف مختلف ابواب میں روایات پیش کی ہیں اور اسی عنوان پر کتاب کا اختتام کر کے یہ بتایا ہے کہ جہاں اپنے ایمان، علم اور عمل کی بنیاد وحی پر رکھنا ضروری ہے وہاں انہیں غلط تعبیرات سے محفوظ رکھنا اور گمراہ فرقوں پر نظر رکھنا اور ان کا تعاقب کرنا بھی ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ امام بخاری نے جن فتنوں اور گمراہ گروہوں کا رد کیا ہے ان میں سے بیشتر یونانی فلسفہ کی پیداوار تھے۔ اب ان گمراہوں کا بحیثیت گمراہ دنیا میں کہیں وجود نہیں ہے البتہ جراثیم باقی ہیں جو مختلف ذہنوں میں جگہ بنائے ہوئے ہیں اور ان کا کبھی کبھار اظہار ہوتا رہتا ہے۔ آج کے دور کے فتنے اس سے مختلف ہیں۔ آج دنیا پر مغرب کے سیکولر فلسفے کی یلغار ہے اور اس نے ایمان، علم اور اعمال کے حوالہ سے ہمارے لیے نئے نئے فتنے کھڑے کر دیے ہیں۔ آج علماء کو ان کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے اور جس طرح یونانی فلسفہ کی کارفرمائی کے دور میں اس وقت کے علماء نے یونانی فلسفہ پر عبور حاصل کر کے اس کے پیدا کردہ فتنوں کا مقابلہ کیا تھا، آج کے علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ مغرب کے سیکولر فلسفے کو سمجھیں اور اس کی پیدا کردہ علمی اور فکری گمراہیوں کا تعاقب کریں۔

یہ دو باتیں تو کتاب کے حوالہ سے عرض کرنا چاہتا تھا۔ اب دو باتیں صاحب کتاب کے حوالہ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ ”الجامع الصحیح“ کے مصنف امام محمد بن اسماعیل بخاری جلیل القدر محدث ہیں اور امت کے بڑے ائمہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ان کے حالات زندگی کا آپ حضرات نے مطالعہ کیا ہوگا۔ میں ان کے ایک واقعہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ انہیں ایک موقع پر بعض علماء کی مخالفت کی وجہ سے نیشاپور چھوڑنا پڑا تھا۔ اصل وجہ خواہ کچھ لوگوں کا حسد ہو مگر ظاہری وجہ یہ بنی تھی کہ ”خلق قرآن“ کے مسئلہ پر امام بخاری نے جو تعبیر اختیار کی تھی اسے ان کی مخالفت کا بہانہ بنا لیا گیا تھا۔ اس مسئلہ پر امت کے دو بڑے اماموں امام احمد بن حنبل اور امام محمد بن اسماعیل بخاری کی تعبیرات کو سامنے رکھیں تو اصل مسئلہ واضح ہوگا۔ امام احمد کے سامنے وہ لوگ تھے جو قرآن کریم کو کلام الہی کی صورت میں صفت خداوندی نہیں مانتے تھے اور مخلوق شمار کرتے تھے اس

لیے انہیں مصائب و مشکلات کی پروا کیے بغیر یہ اعلان کرنا پڑا کہ القرآن کلام اللہ غیر مخلوق اس کے لیے انہوں نے کوڑے بھی کھائے مگر عزیمت و استقامت کی ایک داستان رقم کر دی۔ دوسری طرف امام بخاریؒ کے سامنے وہ حضرات تھے جو ”غیر مخلوق“ کا دائرہ وسیع کرتے ہوئے اس میں انسانی تلفظ اور اس کے دیگر تعلقات کو بھی شامل کرنے لگے تھے اس لیے انہوں نے افعال العباد کلہا مخلوقہ کا نعرہ لگایا اور اس پر قائم رہتے ہوئے نیشاپور سے جلا وطنی قبول کر لی۔

دونوں امام بظاہر ایک دوسرے کے خلاف بات کر رہے ہیں۔ دونوں امت کے جلیل القدر امام ہیں اور دونوں نے اپنے اپنے موقف کی خاطر صعوبتیں برداشت کی ہیں مگر اصل بات یہ ہے کہ دونوں کا موقف ایک ہے اور اس میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ نہ امام بخاریؒ کلام الہی کو مخلوق کہہ رہے ہیں اور نہ امام احمدؒ کے نزدیک انسانی تلفظ غیر مخلوق ہے۔ دونوں نے اس عقیدہ کی انتہا پسندانہ تعبیرات کو رد کیا ہے اور اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلک اعتدال کی ترجمانی کی ہے۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ عقائد کی تعبیر میں انتہائی احتیاط اور توازن کی ضرورت ہے۔ کسی بھی اسلامی عقیدہ کی کوئی انتہا پسندانہ تعبیر کی جائے گی تو فتنہ پھیلے گا، خرابی پیدا ہوگی۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ اسلامی عقائد کو تعبیر کا جامہ پہناتے ہوئے اعتدال اور توازن کو ملحوظ رکھا جائے اور کسی بھی عقیدہ کی کسی انتہا پسندانہ تعبیر سے گریز کیا جائے۔

امام بخاریؒ کے حوالہ سے دوسری بات یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ انہیں زندگی کے آخری لمحات میں اپنے آپائی شہر ”بخارا“ کو بھی چھوڑنا پڑا تھا اور ان کی وفات سمرقند کے قریب ایک بستی ”خرنگ“ میں ہوئی ہے جہاں ان کی قبر کی زیارت بھم اللہ تعالیٰ میں نے بھی کی ہے۔ انہیں بخارا سے نکلتا پڑا تھا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ بخارا کے امیر خالد بن احمد نے ان سے تقاضہ کیا کہ وہ اس کے گھر آکر اس کے بچوں کو حدیث اور تاریخ پڑھائیں۔ امام بخاریؒ نے اسے قبول نہیں کیا اور فرمایا جسے پڑھانا ہو ان کی مجلس میں آکر پڑھے۔ اس کے بعد امیر بخارا نے فرمائش کی کہ اپنی مجلس میں اس کے بچوں کی تعلیم کے لیے الگ وقت مخصوص کریں۔ امام بخاریؒ نے اس کو بھی گوارا نہیں کیا اور فرمایا کہ انہیں آکر پڑھانا ہے تو عام مجلس میں دوسرے لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر پڑھیں۔ یہ بات امیر بخارا کی ناراضگی کا باعث بنی اور امام بخاریؒ کے خلاف سازشوں کا آغاز ہو گیا جس کے نتیجے میں امام بخاریؒ کو بخارا چھوڑنا پڑا اور ”خرنگ“ میں مسافرت اور کسمپرسی کے عالم میں ان کا انتقال ہو گیا۔

اس واقعہ میں ہمارے لیے سبق یہ ہے کہ علم کا وقار قائم رکھنا اور اسے امراء کے دروازوں پر رسوا ہونے سے بچانا بھی اہل علم کی ذمہ داری ہے خواہ اس کے لیے ذاتی طور پر کتنی ہی تکلیف اور پریشانی اٹھانا پڑے اور امام بخاریؒ کی زندگی کا آخری سبق ہمارے لیے یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائیں اور ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

پندرہ روزہ الشریعہ گوجرانوالہ

کا یہ شمارہ بہت سے دوستوں کی خدمت میں بطور نمونہ بھجوا جا رہا ہے۔ اگر آپ اسے مستقل حاصل کرنا چاہتے ہیں تو سالانہ زر خریداری مبلغ پچھتر روپے

بذریعہ منی آرڈر ﴿حافظ محمد عمار خان ناصر مدیر ماہنامہ الشریعہ مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ﴾ کے نام ارسال کر دیں اور کوپن

پر اپنا پتہ صاف اور مکمل لکھیں یا بذریعہ خط آگاہ کریں تاکہ آپ کو اگلا پرچہ بذریعہ وی پی پی بھجوا دیا جائے مگر اس صورت میں زائد ڈاک خرچ سمیت آپ کو

مبلغ ایک سو بیس روپے ادا کرنا ہونگے۔ ایجنسی دس پرچوں سے کم جاری نہیں کی جائے گی اور فی پرچہ بیس روپے بطور زر ضمانت پیشگی وصول کیے

جائیں گے۔ مزید معلومات کے لیے رابطہ کریں۔

(ادارہ)

انسانی حقوق کا چارٹر اور اسلامی نظام

۱۰ دسمبر کو دنیا بھر میں انسانی حقوق کا دن منایا گیا۔ اس روز ۱۹۴۸ء میں اقوام متحدہ نے انسانی حقوق کا منشور منظور کیا تھا اور اس مناسبت سے دس دسمبر کو ہر سال انسانی حقوق کا دن منایا جاتا ہے۔ اس موقع پر تقریبات ہوتی ہیں، اخبارات میں خصوصی مضامین شائع کیے جاتے ہیں اور انسانی حقوق کے عنوان سے کام کرنے والی تنظیمیں مختلف طریقوں سے اپنی کارکردگی کا اظہار کرتی ہیں۔ اتفاق سے اسی روز مجھے ربوہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سالانہ تربیتی کورس میں ”انسانی حقوق اور اسلام“ کے موضوع پر کچھ گزارشات پیش کرنے کا موقع ملا جو دوسرے روز چینیوٹ میں مولانا منظور احمد چینیوٹ کے ادارہ مرکزیہ دعوت ارشاد کے سالانہ تربیتی کورس میں بھی پیش کی گئیں۔ ”انسانی حقوق اور اسلام“ کا موضوع اپنے مختلف پہلوؤں کے حوالے سے تفصیلی گفتگو کا متقاضی ہے مگر مجھے ہر سال ان کورسز کے شرکاء کو بطور خاص یہ بتانا ہوتا ہے کہ مختلف اسلامی احکام و قوانین پر انسانی حقوق کے عنوان سے مغربی لابیوں کے اعتراضات کیا ہیں؟ اور ایسا کیوں ہے کہ جب بھی کسی مسلم ملک میں اسلامی قوانین کے نفاذ کی بات ہوتی ہے یا ناموس رسالت کے تحفظ اور عقیدہ ختم نبوت کی پاسداری کی غرض سے کوئی قانونی پیش رفت ہوتی ہے تو مغربی لابیوں اور انسانی حقوق کی تنظیمیں انسانی حقوق کے نام پر اس کے خلاف دایلا شروع کر دیتی ہیں۔ چنانچہ اس پہلو سے جو گزارشات ان کورسز کے شرکاء کے سامنے پیش کی گئیں ان کا مختصر خلاصہ قارئین کی نذر کیا جا رہا ہے۔

انسانی حقوق کی موجودہ جدوجہد اور تمام تر تنگ و دو اقوام متحدہ کے منظور کردہ انسانی حقوق کے اس چارٹر کی بنیاد پر ہے جو ۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ء کو منظور کیا گیا تھا، اس پر دنیا کے کم و بیش سبھی ممالک کے دستخط ہیں اور اقوام متحدہ کے متعدد ادارے دنیا بھر میں اس چارٹر کی متعدد دفعات پر عملدرآمد کی نہ صرف مانیتنگ کرتے ہیں بلکہ ان اداروں کی سالانہ رپورٹوں اور قراردادوں کی بنیاد پر بیشتر حکومتوں کی پالیسیاں اور معاملات طے پاتے ہیں مگر مسلم حکومتوں کی مشکل یہ ہے کہ انہیں اس چارٹر پر دستخط کرنے اور اقوام متحدہ کا رکن ہونے کی وجہ سے اپنی پالیسیوں اور نظم حکومت میں چارٹر کی دفعات کو ایڈجسٹ کرنا پڑتا ہے اور ایڈجسٹ نہ کرنے کی صورت میں عالمی اداروں کی ناراضگی اور بین الاقوامی لابیوں کی مخالفانہ مہم کا سامنا کرنا پڑتا ہے مگر دوسری طرف اس منشور کی بعض خلاف اسلام دفعات پر عملدرآمد کی صورت میں خود اپنے عقائد سے انحراف اور اپنے ملکوں کی رائے عامہ بالخصوص دینی حلقوں کی ناراضگی مول لینا پڑتی ہے اور اس طرح وہ نہ اسلامی احکام و قوانین پر صحیح طور پر عملدرآمد کا حوصلہ کر پاتی ہیں اور نہ ہی اقوام متحدہ کے منشور کو مکمل طور پر اپنے اپنے ملک کے نظام میں شامل کرنا ان کے بس میں ہوتا ہے۔

مثلاً ”انسانی حقوق کے بارے میں اقوام متحدہ کے منشور کی ایک مستقل دفعہ میں شادی اور خاندان کے حوالہ سے یہ اصول پیش کیا گیا ہے کہ دنیا کے کسی بھی حصے سے تعلق رکھنے والا کوئی مرد اور عورت رنگ، نسل اور مذہب کے کسی امتیاز کے بغیر باہم شادی کرنے اور خاندان کی بنیاد رکھنے کا حق رکھتے ہیں نیز شادی، دوران شادی اور اس کی تنسیخ میں دونوں کے حقوق مساوی ہیں۔

اس دفعہ کے تحت شادی میں مذہب کے امتیاز کی نفی اسلامی احکام کے منافی ہے کیونکہ قرآن کریم کی نص صریح کی رو سے مسلمان عورت کی شادی صرف مسلمان مرد سے ہو سکتی ہے۔ اسی طرح دوران شادی اور شادی کی تنسیخ میں دونوں کے حقوق کی مساوات کا تصور بھی اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں ہے کیونکہ دوران شادی کے پیریڈ کو اسلام صرف ایک سماجی معاہدہ تصور نہیں کرتا بلکہ خاندان کو ایک یونٹ سمجھتے ہوئے مرد کو اس یونٹ کا حاکم قرار دیتا ہے۔ اور میاں بیوی کے اختیارات کو مساوی تقسیم کر کے سسٹم کو تباہ کرنے کی بجائے اختیارات میں واضح ترجیح قائم کر کے مستحکم خاندانی نظام کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اس کے علاوہ شادی کی تنسیخ میں بھی اسلام دونوں کا مساوی حق تسلیم نہیں کرتا اور مرد کو طلاق کا حق دے کر اس کی برتری تسلیم کرتا ہے اور عورت کو خاوند پر کسی جائز اعتراض کی صورت میں تنسیخ نکاح کے لیے عدالت سے رجوع کرنے کا حق دے کر اس کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے۔

اب ظاہر ہے کہ اقوام متحدہ کے منشور کی اس دفعہ کو پوری طرح تسلیم کر لیا جائے تو نکاح و طلاق اور خاندانی نظام کے بارے میں اسلامی قوانین کا پورا ڈھانچہ زمین بوس ہو جاتا ہے اور اس پر عملدرآمد کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔

اسی طرح جرائم کی سزاؤں کے بارے میں اقوام متحدہ کے منشور کی ایک مستقل دفعہ میں حکومت سے اس امر کی ضمانت طلب کی گئی ہے کہ کسی مجرم کو ایسی سزا نہیں دی جائے گی جس میں ذہنی اذیت اور جسمانی تشدد کا عنصر پایا جاتا ہو جب کہ اسلامی حدود و تعزیرات میں سزاؤں کی جو مختلف صورتیں موجود ہیں مثلاً "کوڑے مارنا" سنگسار کرنا، ہاتھ کاٹنا اور کھلے بندوں سزا دینا۔ یہ سب سزائیں ذہنی اذیت اور جسمانی تشدد پر مبنی ہیں اور اسی وجہ سے جرائم کی شرعی سزاؤں کو بہت سے حلقے و حشیانہ اور انسانی حقوق کے منافی قرار دیتے ہیں۔ ان دو دفعات کا ذکر بطور مثال صرف بات سمجھانے کے لیے کیا گیا ہے جن سے اسلامی نظام کے دو مستقل شعبے خاندانی قوانین اور حدود و تعزیرات براہ راست متاثر ہوتے ہیں۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے چارٹر اور اسلامی نظام کے درمیان پائے جانے والے تضادات کو سمجھا جائے اور دنیا بھر کی مسلم حکومتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان تضادات پر معذرت خواہانہ طرز عمل اختیار کرنے بجائے جراتمندانہ موقف اختیار کریں اور اپنے اسلامی عقائد و احکام پر قائم رہتے ہوئے اقوام متحدہ سے اس منشور پر نظر ثانی کا مطالبہ کریں کیونکہ جس دور میں یہ منشور منظور کیا گیا تھا بہت سے مسلمان ممالک غلامی اور محکومیت کی زندگی بسر کر رہے تھے اور عالمی سطح پر امت مسلمہ کو یہ حیثیت حاصل نہیں تھی جو اب حاصل ہے اس کے بعد نصف صدی کے دوران ان پلوں کے نیچے سے بہت سا پانی بہ چکا ہے اور عالمی منظر بیکسر تبدیل ہو گیا ہے اس لیے اگر اقوام متحدہ حالات کی تبدیلی کا ادراک نہیں کرے گی اور عالم اسلام کے بڑھتے ہوئے اسلامی رجحانات کا احترام کرنے کی بجائے انہیں اپنے خلاف حریف سمجھتی رہے گی تو خود اس کے لیے اپنا وجود قائم رکھنا مشکل ہو جائے گا۔

محقق دوراں، محدث زماں، سیفِ حقیقت

حضرت مولانا محمد زاہد بن الحسن الکوثری المصری المتوفی ۱۷۱۳ھ کی مشہور کتاب

تانیب الخطیب علی ماساقہ فی ترجمۃ ابی حنیفہ من الاکاذیب کا اردو ترجمہ

سراج الامت، فقیہ الملت

امام اعظم ابو حنیفہؒ کا عادلانہ دفاع

مترجم:

حافظ عبدالقدوس خان قارن
مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

حضرت ابو جبر احمد بن علی بن ثابت المعروف خطیب بغدادی شافعی المتوفی ۲۶۳ھ نے اپنی حدیثی اور تاریخی خدمات کے باوجود تعصب کے سیلابی ریلے میں یہ کہ تاریخ بغداد میں متروک اور ساقط الاعتبار راویوں کی روایات پر مدار رکھ کر جو من گھڑت افسانے امام اعظمؒ اور ان کے اصحاب کے متعلق پیش کیے ہیں اور بے جا قسم کے اعتراضات اور مطامع ذکر کیے ہیں ان کا جواب علامہ کوثریؒ نے اپنی کتاب تانیب الخطیب علی ماساقہ فی ترجمۃ من الاکاذیب میں دیا ہے۔ علامہ کوثریؒ کی اس کتاب کا اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے تاکہ موجودہ دور کے مخالفین اہل حنیفہ اسی تاریخ بغداد سے اعتراضات لے کر جو فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس کا سدباب علماء کرام، طلباء عظام اور دیگر عوام الناس باحسن طریق کر سکیں۔ واللہ یقول الحق وهو یهدی السبیل

قیمت ----- ۱۳۰ روپے

مجلس عمل علماء اسلام کے امیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر کی ہدایات
۳۱ جنوری کو دینی جماعتوں کے راہ نماؤں کا قومی کنونشن ہوگا
جمعۃ الوداع کے روز ملک بھر میں ”یوم مطالبات“ منایا جائے گا
علماء کرام اور دینی کارکنوں کی گرفتاریوں اور مقدمات کا
جائزہ لینے کے لیے ”پبلک انکوائری کمیٹی“ قائم کر دی گئی

اہل حق کی دینی جماعتوں کے متحدہ محاذ ”مجلس عمل علماء اسلام پاکستان“ کے امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم نے
مجلس عمل میں شامل جماعتوں کے سرکردہ راہ نماؤں اور دیگر علمی و دینی شخصیات کا ”قومی کنونشن“ ۳۱ جنوری ۹۹ء اتوار کو طلب کر لیا ہے جو صبح دس
بجے سے عصر تک مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ میں ہوگا اور اس میں مجلس عمل کے مقاصد و اہداف کے حوالہ سے دینی جدوجہد کو از سر نو منظم کرنے
کے لیے لائحہ عمل طے کیا جائے گا جبکہ اس سے قبل مجلس عمل کی مرکزی رابطہ کمیٹی کا اجلاس ۳۰ جنوری ہفتہ کو بعد نماز مغرب جامعہ قاسمہ قاسم
ٹاؤن گوجرانوالہ میں ہوگا جس میں ”قومی کنونشن“ کے ایجنڈے اور پروگرام کو حتمی شکل دی جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت الامیر مدظلہ نے ملک بھر میں مجلس عمل سے وابستہ جماعتوں، علماء کرام، کارکنوں اور مراکز کو ہدایت کی ہے کہ جمعۃ الوداع کے موقع پر
۱۵ جنوری ۹۹ء کو ”یوم مطالبات“ منایا جائے۔ جمعۃ المبارک کے خطبات میں مجلس عمل کے مطالبات پر روشنی ڈالنے کے علاوہ خصوصی مجالس اور
مذاکروں کا اہتمام کیا جائے اور جہاں مقامی حالات کی روشنی میں قابل عمل ہو نماز جمعہ کے بعد پر امن عوامی مظاہروں کا پروگرام بھی ترتیب دیا جائے۔
انہوں نے کہا کہ اجتماعات، اخباری بیانات اور خطبات جمعہ میں مندرجہ ذیل مطالبات پر بطور خاص زور دیا جائے۔

○ حکومت پاکستان امریکہ کی عالمی دہشت گردی اور اسلام دشمنی پر احتجاج کرتے ہوئے اس کے ساتھ سفارتی تعلقات پر نظر ثانی کرے اور
اسلام اور پاکستان کے قومی مفادات کے خلاف امریکی مطالبات اور تجاویز کو یکسر مسترد کر کے قومی خود مختاری کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے۔
○ قرآن و سنت کی دستوری بالادستی کے بل کو جلد از جلد سینٹ سے منظور کرایا جائے اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو قانونی شکل
دے کر اسلامی نظام کے عملی نفاذ کا آغاز کیا جائے۔

○ فرقہ وارانہ دہشت گردی کے اسباب و محرکات کی نشاندہی اور اس کی آڑ میں گرفتار کیے جانے والے علماء اور کارکنوں کے مقدمات کا جائزہ
لینے کے لیے سپریم کورٹ کے جج کی سربراہی میں عدالتی کمیشن قائم کیا جائے اور بے گناہ افراد کو رہا کر کے جھوٹے مقدمات واپس لیے جائیں۔

○ طالبان کی اسلامی حکومت کے خلاف امریکی دباؤ کو مسترد کرنے اور طالبان کی بھرپور حمایت و امداد کا دو ٹوک اعلان کیا جائے۔

○ دینی مدارس کی آزادی اور خود مختاری کے خلاف کسی بھی کارروائی سے گریز کیا جائے۔ دریں اثنا حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر نے
ملک بھر میں گرفتار علماء کرام اور دینی کارکنوں کے مقدمات اور تازہ ترین صورت حال کے بارے میں کوائف جمع کرنے اور ان کا جائزہ لینے کے لیے
جامع مسجد خضرآمن آباد لاہور کے خطیب اور مجلس عمل کی مرکزی رابطہ کمیٹی کے رکن مولانا عبد الرؤف فاروقی کی سربراہی میں ”پبلک انکوائری
کمیٹی“ قائم کر دی ہے اور انہیں ہدایت دی ہے کہ ”قومی کنونشن“ تک مقدمات اور گرفتاریوں کے بارے میں کوائف جمع کر کے ان کا جائزہ لیں اور
کنونشن میں رپورٹ پیش کریں تاکہ اس کی روشنی میں آئندہ لائحہ عمل طے کیا جاسکے۔

بلا سود بینکاری کے حوالے سے شرعی عدالت میں دوبارہ پیشینہ غیر ضروری ہے

جمعیت علماء پاکستان (ن) کے صدر سینیٹر مولانا محمد عبدالستار خان نیازی نے کہا ہے کہ حکومت کی طرف سے بلا سود بینکاری کے نفاذ کے لیے
شرعی عدالت میں دوبارہ پیشینہ دائر کرنا اور تجاویز مانگنا غیر ضروری ہے۔ وزارت قانون کا یہ اقدام وزیر اعظم نواز شریف کے ہمارے ساتھ مذاکرات

کے بعد ۱۳ اپریل کو ہونے والے فیصلوں سے متصادم ہے۔ سابق وزیر خزانہ سرتاج عزیز کی طرف سے ان کے دور وزارت میں پیش کردہ ایسی تجاویز پہلے ہی مسترد کی جا چکی ہیں۔ مولانا نیازی نے یہ باتیں انجینئر سلیم سیف اللہ سے ملاقات میں کہیں۔ انہوں نے کہا کہ وزیر اعظم نے وفاقی شرعی عدالت میں سوڈ کے حق میں ریویو پنیشن اور سپریم کورٹ شریعت اپیلٹ بیج سے سوڈ کے حق میں اپیل واپس لینے کا اعلان کر دیا تھا۔ بلا سوڈی مشارکہ مضاربہ بنکوں کے قیام کا سٹیٹ بینک کا گزٹ نوٹیفیکیشن بھی وزیر اعظم نے جاری کروا دیا تھا۔ معیشت کی اسلامائزیشن کے لیے ملکی و غیر ملکی اداروں اور بنکاری کے ماہرن کے مشترکہ اجلاس میں وزیر اعظم نے یہ فیصلے کر دیے تھے۔ انہوں نے صدر محمد رفیق تارڑ اور وزیر اعظم نواز شریف کے ساتھ اس معاملے پر اس سال پانچ پانچ چھ ملاقاتوں میں تفصیلی تجاویز پر حتمی فیصلے ہو چکے ہیں۔ دوبارہ نئے سرے سے رہنمائی کے نام پر وفاقی شرعی عدالت میں پنیشن داخل کرنا ضیاع وقت اور تاخیر کا باعث بنے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہماری اسلامی فلاحی مملکت کمیٹی کی سفارشات میں اسلامی بلا سوڈی معیشت کے نفاذ کے تمام اقدامات موجود ہیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل کے ترمیم شدہ قوانین کے نفاذ سے مکمل اسلامی نظام معیشت کا نفاذ ہو سکتا ہے۔ یہ حکومت کی آئینی ذمہ داری ہے کہ ان پر فوری عمل درآمد کرے۔ انہوں نے کہا، وزیر اعظم سوڈی معیشت کا خاتمہ کر کے قوم کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ سے بچائیں۔ صرف اسی اقدام سے ملک کے معاشی بحران حل ہوں گے۔ (بحوالہ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۹ دسمبر ۱۹۹۸ء)

روداد قرار داد بنوں فقہی کانفرنس

یکم شعبان ۱۴۱۹ھ موافق ۲۲ نومبر ۱۹۹۸ء کو دوسری بنوں فقہی کانفرنس کی تحقیقاتی کمیٹی اور استقبالیہ کا ایک مشترکہ اجلاس مولانا سید نصیب علی شاہ مہتمم المرکز الاسلامی کی صدارت میں پشاور یونیورسٹی کے پروفیسر قبلہ ایاز منصور کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں بنوں فقہی کانفرنس کی کارروائی پر غور کیا گیا اور مجموعی طور سے اس جدوجہد کو کسی حد تک اپنے مقصد میں کامیاب قرار دیا گیا۔ تاہم بہتر تحقیق، منہج اور سفارشات کے سلسلہ میں اس کوشش کو سراہا گیا اور اس کام کو ایک آغاز قرار دیا گیا۔ کانفرنس کے انعقاد و انتظام کے لیے مولانا سید نصیب علی شاہ کی کوششوں کو سراہا گیا اور کانفرنس کی کامیابی پر انہیں مبارک باد پیش کی گئی۔ کمیٹی نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ جدید فقہی مسائل اور عصر حاضر میں اسلام کی دعوت اور دفاع اور باطل فتنوں کے تعاقب اور ان پر تحقیقی کام اور اس کی اشاعت کے لیے مجلس الفتنہ والدعوة الاسلامیہ کا قیام عمل میں لایا جائے۔ چنانچہ اس مجلس کی نگرانی کے لیے مقتدر علمی شخصیت شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد تقی عثمانی اور شیخ الحدیث مولانا مفتی نظام الدین شامزئی کا نام تجویز کیا گیا، انتظامی امور اور اس کام کو چلانے اور باقاعدہ کامیاب بنانے کے لیے مولانا سید نصیب علی شاہ کو ناظم مقرر کیا گیا۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ یہ مجلس اپنا باقاعدہ علمی تحقیقی کام اور مختلف عنوانات پر پروگرام منعقد کرے گی اور اس سلسلہ میں لٹریچر تیار کرے گا۔ ضروری موضوعات پر تحقیقی مقالے تیار کرائے گا اور ان کی اشاعت کا اہتمام کرے گا۔

یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۸ء کو منعقدہ دوسری بنوں فقہی کانفرنس کے جملہ مقالات اور تقاریر کو شائع کیا جائے گا۔ یہ مقالات ایک تحقیقی کام کا آغاز ہے۔ اور اس میں پیش شدہ آراء کو افادہ عام کے لیے پیش کیا جائے گا۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ مختلف موقعوں پر تین اہم عنوانات پر سیمینار رکھے جائیں گے۔ ایک موضوع پر کم از کم تین مقالات پیش آنے چاہئیں اور اس پر غور اور منہج کے لیے سیمینار میں ایک کمیٹی تشکیل دے کر سفارشات کی ترتیب دے۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ ملک کے اہم دینی اداروں و دارالافتاء اور علمی و تحقیقی مراکز کو اپنا نکتہ نظر پیش کرنے کے لیے جمع شدہ آراء بھیجے جائیں گے اور ان میں سے زیادہ سے زیادہ جس صورت پر علماء کا اتفاق ہو اس کو باقاعدہ شائع کیا جائے۔

یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ بعض ایسے مسائل کہ جن کے لیے ہر وقت اہل علم کا جمع ہونا مشکل ہو ایسے مسائل ڈاک کے ذریعے علمی مراکز اور اداروں اور اصحاب علم کو بھیجے جائیں اور ان سے ان پر اپنی تحقیق اور آراء پیش کرنے کا مطالبہ کیا جائے اور اس کی روشنی میں سفارشات ترتیب دی جائیں۔

یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ مباحث اسلامیہ کے نام سے باقاعدہ سہ ماہی علمی مجلہ نے جبری سال ۱۴۲۰ھ سے جاری کیا جائے اور اس میں گراں قدر علمی مقالات تحقیق اور جائزے افادہ عام کے لیے پیش ہوں۔ اس میں غیر ضروری مباحث اور مضامین سے احتراز کیا جائے اور کوشش کی جائے کہ اس مجلہ پر علمی رنگ غالب ہو نیز لادینیت کی تحریک اور صیہونی منصوبوں اور اسلام کے خلاف اٹھنے والی ہر تحریک و کوشش کے عزائم بے نقاب کیے جائیں۔ اس مجلہ کے نگران اعلیٰ مولانا مفتی نظام الدین شامزئی کراچی اور مدیر اعلیٰ مولانا سید نصیب علی شاہ بنوں اور مدیر ڈاکٹر قبلہ ایاز منصور اور مشیر مولانا قاری محمد عبد اللہ ہوں گے۔

یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ جدید فقہی مباحث کے موضوع کو کامیاب بنانے کے لیے گراماں قدر اہل علم کی شرکت سے مختلف مواقع پر مجلس کے باقاعدہ اجلاس منعقد کیے جائیں تاکہ ہمت سے ہمت صورت نکل سکے۔

اجلاس میں اہل خیر حضرات سے اپیل کی گئی کہ وہ کانفرنس کے مقالات اور مجلس الفقہ والدعوۃ کے انتظامات اور پروگراموں کے لیے اپنے گراماں قدر عطیات پیش کریں تاکہ اس کام میں تعطل پیدا نہ ہو اور شروع کردہ یہ پروگرام کامیاب ہوں۔

اجلاس کے اخیر میں دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ اس نیک کام کے آغاز کو کامیاب بنائے اور اسلام اور امت مسلمہ کے لیے نتیجہ خیز اور مفید بنائے اور ہمیں خلوص نصیب فرمائے اور بارگاہ کو اٹھانے کی توفیق بخشے۔

صدر پاکستان اور وزیراعظم کے نام کھلا خط

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

گرامی قدر جناب رفیق تارڑ، صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان

گرامی قدر میاں محمد نواز شریف، وزیراعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ دونوں حضرات کو جو عزت دے کر ایک اسلامی مملکت کی سربراہی سے نوازا ہے، آپ اس پر بقنا بھی شکر کریں وہ کم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ”اگر تم شکر کرو گے تو ہم مزید نوازیں گے۔ اور اگر کفر کرو گے تو میرا عذاب اب بھی بہت سخت ہے۔“ (سورت ابراہیم آیت ۷)

آپ کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنے دائرہ اختیار میں اللہ تعالیٰ کے احکامات پر نبی کریمؐ کے مبارک طریقوں کے مطابق عمل کروائیں۔ اس ضمن میں آپ فوری طور پر دستور پاکستان میں درج ذیل تبدیلیاں کروائیں۔

۱۔ دستور کی دفعہ ۲ میں شق (ب) کا اضافہ کیا جائے کہ ”پاکستان میں وفاقی، صوبائی، ضلعی کسی بھی سطح پر کوئی قانون سازی کلی یا جزوی طور پر کتب و سنت کے منافی نہیں کی جاسکے گی۔“

۲۔ پورے دستور میں جہاں بھی کوئی شے دستور کی دفعہ ۲۔ الف (قرارداد مقاصد) کے منافی ہے اسے خارج کیا جائے یا صراحتاً ”قرارداد مقاصد کے تابع کیا جائے۔“

۳۔ دستور کی دفعہ ۲۰۳ (ب) کی ذیلی شق (ج) کے ذریعے فیڈرل شریعت کورٹ کے دائرہ کار سے جو استثناء دستور پاکستان مسلم پرسنل لاء اور جوڈیشل لاز کو دیا گیا ہے اسے ختم کیا جائے۔

۴۔ وفاقی شرعی عدالت کے ججوں کی شرائط ملازمت کو ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے ججوں کی طرح مستحکم بنایا جائے تاکہ وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں ہر قسم کے دباؤ سے مکمل آزاد ہوں۔

۵۔ غیر اسلامی عائلی قوانین کو فوراً اسلام کے مطابق تبدیل کرائیں۔ ۶۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی تمام سفارشات کو عملی جامہ پہنائیں۔

۷۔ ملک سے فرقہ واریت کے خاتمہ کے لیے علماء کے متفقہ ۲۲ نکات کو دستور کا حصہ بنا کر ان پر عمل کرائیں۔

۸۔ بلاسود بینکاری کے طریقہ کار کے لیے آپ جو کوشش کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں اسلامی معیشت کے ماہر مولانا طاہرین صاحب جامع اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کی خدمت ضرور حاصل کریں۔

۹۔ شریعت کورٹ نے جو سود کے حرام مطلق ہونے کا فیصلہ دیا اس کے خلاف حکومتی اپیل واپس لے کر اللہ تعالیٰ کے خلاف اعلان جنگ بند کیا جائے۔

۱۰۔ پرائز بانڈ ڈیلر کے نام پر ہر گلی محلے میں جو جوئے کے اڈے قائم ہو گئے ہیں انہیں فوراً بند کیا جائے۔

امید ہے آپ ان گزارشات پر فوراً عمل کر کے ہمیں اس عذاب الہی سے نجات دلائیں گے جس میں پوری قوم مبتلا ہے۔

فقط والسلام، ڈاکٹر زاہد الحق قریشی

ایم ایس سی ایم ڈی (کولہو)

سرٹیف ۶۳ - مصطفیٰ آباد - لاہور

سیرت مبارکہ محمد رسول اللہ ﷺ قرآن اور تاریخ کے آئینے میں

جناب رسالت مآب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت مبارکہ پر بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں اور قیامت تک لکھی جاتی رہیں گی، ہر دور میں اصحاب فکر و دانش نے اس بحر ناپید اکنار میں غوطہ زنی کی ہے اور نایاب موتیوں سے تاریخ کے دامن کو مالا مال کیا ہے۔ انہیں میں حضرت مولانا سید محمد میاں رحمتی بھی ہیں جو اپنے دور کے ایک بیدار مغز سیاسی راہ نما اور محقق تاریخ نگار تھے۔ انہوں نے رسالت مآب ﷺ کی سیرت مبارکہ کو قرآن کریم اور تاریخ کی روشنی میں اچھوتے انداز سے پیش کر کے فکر و نظر کے کئی نئے زاویوں کی نشاندہی کی ہے۔ مولانا سید محمد میاں کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ واقعات کا ذکر کرتے ہوئے اس دور کے سیاسی حالات اور معاشرتی ماحول کو بھی اپنے مخصوص انداز میں سامنے لاتے ہیں جس سے قاری کو کسی بھی واقعہ کے پس منظر کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ سواچھ سو صفحات کی ضخامت پر مشتمل یہ کتاب مصنف رحمتی کے پوتے مولانا سید رشید میاں مہتمم جامعہ مدنیہ لاہور کی زیر نگرانی مکتبہ محمودیہ جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور نے عمدہ کمپوزنگ، طباعت اور مضبوط جلد کے ساتھ نئے سرے سے پیش کی ہے اور اس کی قیمت اڑھائی سو روپے ہے۔

صحابہ کرامؓ کا عمدہ زریں اور ان کی مثالی حکومتیں

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مناقب و فضائل، خدمات و مجاہدات، خلفاء راشدینؓ کے عدل و انصاف کے مثالی کارناموں، نظام خلافت کی تشریح اور اس قدوسی گروہ پر مختلف اطراف سے کیے جانے والے اعتراضات کے جواب میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی تصنیف ازالۃ الخفاء عن خلافة الخلفاء اور حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کی ”منصب امامت“ علمی حلقوں میں معروف ہیں جن سے اہل علم ہمیشہ مستفید ہوتے رہیں گے مگر عام پڑھے لکھے لوگوں کی اس علمی ذخیرہ تک رسائی مشکل تھی جسے حضرت مولانا سید محمد میاں رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کتابوں کے مضامین کو آسان انداز میں اردو زبان میں منتقل کر کے حل کر دیا ہے اور اپنی طرف سے ان میں مزید معلومات اور افادیت کا اضافہ کر کے ان کی افادیت کو دو چند کر دیا ہے جس سے عمدہ صحابہؓ کے اجتماعی نظام اور معاشرتی روایات کا ایک بیش بہا ذخیرہ سامنے آیا ہے۔ یہ ضخیم کتاب بھی مکتبہ محمودیہ نے شائع کی ہے جو بڑے سائز کے ساڑھے آٹھ سو صفحات پر مشتمل ہے، کمپوزنگ اور طباعت معیاری، کاغذ عمدہ اور جلد مزین اور مضبوط ہے مگر کتاب پر قیمت درج نہیں ہے۔

خطبات و مقالات مولانا عبید اللہ سندھیؒ

فرنگی استعمار کے خلاف برصغیر پاک و ہند و بنگلہ دیش کی تحریک آزادی کا کوئی تذکرہ بھی مفکر انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے تذکرہ کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا جنہوں نے وطن عزیز کی آزادی کے لیے اپنی ساری عمر کھپا دی اور قربانی اور ایثار کی تاریخ میں نئی روایات کا اضافہ کیا۔ مولانا سندھیؒ نے مختلف ملکوں میں دنیا کی اس وقت کی عالمی تحریکات کا مطالعہ کیا اور اپنے تجربات و مشاہدات کی روشنی میں مختلف قومی مسائل پر وقتاً فوقتاً اظہار خیال فرمایا، ان کے چند خطبات و مقالات کو ان کے شاگرد پروفیسر محمد سرور مرحوم نے کتابی شکل میں مرتب کیا ہے۔ مولانا سندھیؒ کے بارے میں ایک بڑی مشکل یہ ہے کہ ان کے خیالات و افکار کا بڑا حصہ زبانی ہے اور ان کی زبان بھی عام فہم نہیں ہے اس لیے ان کے خیالات کو عام لوگوں تک پہنچانے کا فریضہ ان کے بہت سے شاگردوں نے سرانجام دیا ہے اور فطری طور پر وضاحت و تشریح کے حوالہ سے وضاحت کرنے والوں کے اپنے خیالات و تاثرات بھی غیر محسوس انداز میں ان میں در آئے ہیں جس کی وجہ سے مولانا سندھیؒ سے منسوب تمام باتوں کو سو فیصد انہی کے فکر کا نتیجہ قرار دینا مشکل ہے۔ تاہم اس کے باوجود ”مقالات و خطبات“ کا یہ مجموعہ امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی بنیادی سوچ اور ان کے طرز فکر سے متعارف کراتا ہے، تین سو کے لگ بھگ صفحات کا یہ مجموعہ مجلد صورت میں سندھ ساگر اکادمی عزیز مارکیٹ اردو بازار لاہور نے شائع کیا ہے اور اس کی قیمت نوے روپے ہے۔

محترم راجہ محمد ظفر الحق کا خصوصی پیغام

محترم جناب ابوعمار زاہد الراشدی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ جان کر نہایت خوش ہوئی کہ آپ سہ ماہی الشریعہ علمی و فکری جریدہ کو پندرہ روزہ کے طور پر یکم جنوری ۱۹۹۹ء سے اہل وطن خاص کر شریعت حقہ کے پروانوں کی روحانی ضیافت کے لیے منصفہ شہود پر لا رہے ہیں اور اس کا آغاز انٹرنیٹ پر بھی کر رہے ہیں جو ایک کارِ مہمہ ہے۔ میں آپ کو اور آپ کے رفقاء کو اس مجلہ کی اشاعت پر قلبی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ آپ اپنے مقاصد میں کامیاب و کامران ہوں۔ آمین۔

ملک میں الحمد للہ تعالیٰ نفاذ شریعت کے لیے مساعی محترم وزیر اعظم پاکستان محمد نواز شریف کی بے لوث قیادت میں تیز تر کر دی گئی ہے اور میں وثوق سے کہتا ہوں کہ بہت جلد شریعت اسلامیہ کو ملک کا عظیم ترین قانون بنا دیا جائے گا اور اس کے ثمرات سے اہل پاکستان بہرور ہوں گے۔ مجھے امید ہے کہ آپ الشریعہ کے پہلے شمارے میں ایسے مضامین شائع کریں گے جو ملک میں باہمی محبت، رواداری کے فروغ کا باعث بنیں گے اور فرقہ واریت، باہمی تنفر کی فضا کو ختم کرنے کی سعی جمیلہ فرمائیں گے۔

والسلام، راجہ محمد ظفر الحق

وزیر مذہبی امور زکوٰۃ و عشر و اقلیتی امور

حکومت پاکستان - اسلام آباد

زیر سرپرستی :

شیخ الحدیث حضرت مولانا

محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم

زیر نگرانی : مولانا زاہد الراشدی

الشریعة اکیڈمی

مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ

گزشتہ دس سال سے اسلام کے غلبہ و نفاذ کے لیے علمی و فکری محاذ پر مصروف کار ہے اور اب ہاشمی کالونی کنگنی والا جی ٹی روڈ گوجرانوالہ میں جگہ حاصل کر کے مستقل مرکز کی تعمیر کا پروگرام طے پا گیا ہے جس کی تعمیر کا آغاز رمضان المبارک کے بعد کیا جا رہا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

خصوصی اہداف

- ☆ اسلام کی دعوت و تبلیغ، اسلامی نظام کے تعارف و تشریح اور مختلف حلقوں کے اعتراضات و شبہات کے ازالہ کے لیے پندرہ روزہ الشریعة، دیگر ضروری لٹریچر اور مجالس و اجتماعات کے ذریعہ مسلسل جدوجہد
- ☆ پرائمری پاس طلبہ کے لیے حفظ قرآن کریم کی پانچ سالہ کلاس، جس میں قرآن کریم حفظ کرانے کے ساتھ ساتھ عربی گرامر کے ساتھ قرآن کریم کا مکمل ترجمہ اور میٹرک کی تیاری شامل ہوگی۔ اس کلاس کا آغاز اسی سال رمضان المبارک کے بعد کیا جا رہا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اور اس میں صرف مقامی طلبہ شریک ہو سکیں گے۔
- ☆ درس نظامی کے فضلاء کے لیے دو سالہ خصوصی کورس جس میں انہیں تقابلی ادیان، تقابلی مذاہب، مغرب کے سیکولر فلسفہ، اسلامی نظام، تاریخ اسلام، عربی، انگلش اور دیگر ضروری مضامین کے علاوہ میٹرک سی ایف اے کی تیاری کرائی جائے گی اور مطالعہ و تحقیق اور خطابت و تحریر کی شق کرائی جائے گی اور یہ کورس اگلے سال شوال ۱۴۲۰ھ میں شروع ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

حمد اللہ تعالیٰ انٹرنیٹ پر الشریعة کا آغاز ہو گیا ہے جس کے تحت پندرہ روزہ اردو میگزین کے علاوہ ماہانہ انگلش ایڈیشن بھی

ویب سائٹ <http://www.ummah.net/al-sharia> پر پڑھا جاسکتا ہے۔

الشریعة اکیڈمی کا کوئی مستقل ذریعہ آمدنی نہیں ہے اور اس کے تمام اخراجات اصحاب خیر کے رضاکارانہ تعاون کے ساتھ پورے ہوتے ہیں اس لیے اصحاب خیر سے اپیل ہے کہ وہ مذکورہ بالا مقاصد کے لیے فراخ دلی کے ساتھ تعاون کا ہاتھ بڑھائیں۔ بالخصوص ہاشمی کالونی میں مرکز کی تعمیر میں جس میں ایک خوبصورت مسجد بھی شامل ہے، بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اپنے ذخیرہ آخرت میں اضافہ کریں۔

نوٹ: الشریعة اکیڈمی کے لیے عطیات اکاؤنٹ نمبر 1260 حبیب بینک لمیٹڈ بازار تھانیوالا گوجرانوالہ کے ذریعہ بھجوائے جاسکتے ہیں۔

منجانب : حافظ محمد عمار خان ناصر ڈائریکٹر الشریعة اکیڈمی مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ

پوسٹ بکس 331 - فون و فیکس : 0431-219663 - ای میل : alsharia@paknet4.ptc.pk